طب جدید — قسط اول

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی جائزہ۔(Test Tube Baby)

مقالہ نگار

مولانا مفتی شکیل احمد غفرلہ الصمد

استاذ حدیث ورفیق دارالافتاء جامعہ محمدیہ اسلام آباد

پیش کردہ چھٹا بنوں فقہی اجتماع بعنوان جدید میڈیکل سائنس ومتعلقہ فقہی مسائل

ذیلی عنوانات

ٹیسٹ ٹیوب بے بی	تلقیح کا طریقہ
ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مختلف صورتیں	الحاصل
تحفظ نسب ونسل کے دوزریں اصول	چند فقہی تفریعات
دوسرازریں اصول	چارشرعی مقاصد
مانعین کے دلائل کا تجزیہ	ضرورت وحاجت کے احکام میں فرق
الحاصل	خلاصہ
ایک اہم اصول	اصول کی مثال

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ دین اسلام دین فطرت ہے، یہ بنی نوع انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات اور قانون اخلاق مہیا کرتا ہے،عبادات سے لیکر معاملات تک،انسان کے نجی امور سے لیکر معاشرت وتجارت تک تمام محالات میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

پھر یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ ایسا مکمل دین نکاح اور توالد وتناسل جیسے انتہائی اہم معاملہ کو کہ جس پر بنی نوع انسان کے تقدس اور نسلوں کی طہارت کا مدار ہو پس پشت ڈال دے چنانچہ اس میدان زندگی میں بھی دین اسلام نے قدم قدم پر ایسی جامع ہدایات کا عطر بیز گلدستہ اس کے ہمراہ کردیا کہ جس کی چمک میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روز افزوں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے،اور نت نئے مسائل کا ہجوم اور مسائل کی نئی نئی شکلیں اس کی صداقت میں چار چاند لگاتے ہیں جسے دیکھ کر حضرت ذکی کیفی کا یہ شعر کانوں میں رس گھولتا اور گونجنے لگتا ہے۔

؎ ہر دور میں جدید تقاضوں کے ساتھ ساتھ — ہوتی ہے آشکارا صداقت حضور کی

جدید میڈیکل سائنس نے جہاں اور بہت سے نئے مسائل کو جنم دیا ہے وہاں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا پیچیدہ مسئلہ بھی اس کی عطا ہے جس کی مختلف شکلوں اور نئے نئے طریقوں نے اس کی پیچیدگی میں مزید اضافہ کردیا ہے، چونکہ یہ ایک بالکل نئی طرز کا مسئلہ ہے اس لئے اس کی

زیادہ وضاحت اوراس کے نظائر و جزئیات بھی کتب فقہ میں زیادہ نہیں ملتے اس لئے یہ مسئلہ اصول ومبادیاتِ شریعت میں غور وفکر کا متقاضی ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بی بے:۔

عربی میں اس کو''اطفال الانابیب''اردو میں''نلکی زادہ''اورانگلش میں''ٹیسٹ ٹیوب بے بی(Test Tube Baby) کہتے ہیں۔
عربی میں اس ٹیسٹ ٹیوب بی بے کے عمل کو''التلقیح''یا''التلقیح الاصطناعی''اوراردو میں مصنوعی، باراوری، مصنوعی تخم ریزی یاپیوندکاری سے تعبیر کرتے ہیں،اورانگلش میں ٹیسٹ ٹیوب فرٹیلائزیشن(Test Tube Fertilisation) کہتے ہیں۔

تلقیح کا طریقہ:۔

عورت اور مرد دونوں کے جرثومے حاصل کیے جاتے ہیں جنہیں اصطلاح میں Eggs اور Sperms (نرکا تولیدی مادہ) کہتے ہیں،ان کوایک ٹیوب میں 12 بارہ ہفتے رکھا جاتا ہے جس ٹیوب میں وہ تمام لوازمات (Ingredients) پائے جاتے ہیں جوکہ رحم مادر (Womb) میں ہوتے ہیں پھران جرثوموں کوغیرفطری طریقہ (یعنی بذریعہ انجکشن) سے رحم مادر میں داخل کیا جاتا ہےاور یوں نو ماہ بعد بچے کی پیدائش عمل میں آتی ہے۔(جواہر الفتاویٰ ۱/۱۹۱)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مختلف صورتیں:۔

''مجمع الفقہ الاسلامی''جو پوری دنیا کے جید فقہاء کرام پر مشتمل ہے''نے گہرے تدبر اور بحث وتمحیص کے بعداس کی مندرجہ ذیل سات صورتیں ذکر کی ہیں جن کوڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

(۱)نطفہ شوہر کا ہواور بیضہ ایسی عورت کا لیا جائے جواس کی بیوی نہ ہواور پھر تلقیح کا عمل کرنے کے بعد اسی شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۲) کسی شخص کی بیوی کا بیضہ لیکراس کے شوہر کے سوا کسی اور شخص کے نطفے سے تلقیح کا عمل کر کے اس کواسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۳) شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پران کی تلقیح کی جائے اور پھراس کو دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے۔ جس نے حمل کے لئے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کی ہوں۔

(۴) کسی اجنبی شخص کے نطفے اوراجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیح کی جائے اورلقیحہ بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۵) شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیح کی جائے اوراس کواسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۶) نطفہ شوہر کا ہواور بیضہ اس کی بیوی کا ہوان کی تلقیح بیرونی طور پر کی جائے اور پھراسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۷) شوہر کا نطفہ لیکراسی کی بیوی کے مھبل یا رحم میں کسی مناسب جگہ پر بطورِاندرونی تلقیح رکھا جائے۔(قراردادوسفارشات ۴۵)

ان صورتوں کا شرعی حکم۔

''مجمع الفقہ الاسلامی'' نے ان جملہ صورتوں کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل حکم شرعی صادر فرمایا۔

وقرر:۔ان الطرق الخمسه الاولیٰ کلها محرمة شرعاً وممنوعة منعا باتا لذاتها او لما یترتب علیها من اختلاط الانساب وضیاع الا مومة وغیر ذلک من المحاذیر الشرعیه.

اماّ الطریقتان السادس والسابع فقد رای مجلس المجمع انه لا حرج من اللجوء الیهما عند الحاجة مع التاکید علیٰ ضرورة اخذ کل الا حتیا طات اللا زمة (الفقه الاسلامی وادلته ، ۵۰۹۹/۷)

''ان سات صورتوں میں سے پہلی پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں، یہ سارے عمل ذاتی طور پر بھی حرام ہیں اوران مفاسد کیوجہ سے بھی حرام ہیں جوان پر مرتب ہوتے ہیں، جس میں نسب کا اختلاط وخاندان اورنسل کا ضیاع اور دوسرے شرعی محظورات شامل ہیں۔(البتہ چھٹی اور ساتویں صورت کے بارے میں اکیڈمی کی رائے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرلی گئی ہوں۔(قرارداد وسفارشات ۴۵)

اس بارہ میں مولانا برہان الدین سنبھلی تفصیلی بحث فرمانے کے بعد قمطراز ہیں۔

''اس بحث سے ثابت ہوا کہ ایسی کوئی بھی شکل شرعاً جائز نہیں ہوسکتی جس میں میاں بیوی کے علاوہ کسی اور مرد وعورت کے بیضہ یا مادہ منویہ کو یکجا کیا جائے یا کسی عورت کے رحم میں اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کا مادہ منویہ یا بیضہ کسی بھی طرح داخل کیا جائے (خواہ مادہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے اندار رکھنے کے بعد داخل کیا جائے یا اس کے بغیر ہی۔

یہ حکم اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے ہے کہ عملیہ (مادہ کے ملانے کا عمل) کے دوران کشف عورت (ستر کا کھلنا) ممنوع محل میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اور مادہ منویہ کا اخراج اور اس کے اخراج کا طریقہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کشفِ عورت اور مادہ کے طریقِ اخراج کو پیش نظر رکھتے ہوئے حرمت کا حکم مزید مؤکد ہونے اور اسباب حرمت متعدد ہوجانے کا امکان بڑھتا ہی ہے گھٹتا نہیں۔

(جدید مسائل کا شرعی حل ۲۱۱)

مولانا مفتی عبدالسلام چاٹگامی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:''جس طرح غیر مملوکہ زمین میں کھیتی وزراعت کے واسطے بیج ڈالنا جائز نہیں ہے بلکہ بے حیائی اور بے غیرتی کی بات ہے اس طرح غیر منکوحہ یا دوسرے کی منکوحہ عورت کے رحم میں مادہ منویہ (جو کہ نسلِ انسانی کا بیج ہے) کا ڈالنا جائز نہیں ہے بلکہ انتہائی درجہ بے غیرتی اور ذلت کی بات ہے۔

پھر یہ کہ نسلِ انسانی کی پیدائش کے واسطے شریعت نے عورت کے رحم کو کرائے یا اجرت پر دینے یا لینے کا کوئی طریقہ نہیں رکھا، نہ ہی کسی عورت کو عاریت پر لینے یا دینے کی اجازت دی ہے۔

غرض یہ کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مذکورہ طریقہ سے اجنبی عورت کے رحم میں کسی اجنبی مرد کا مادہ منویہ اور جرثومے داخل کرنا، اولاد حاصل کرنے کی سعی کرنا قرآن وسنت کی رو سے جائز نہیں، اس سے قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص کی خلاف ورزی اور شریعت کے بے شمار اصولوں سے انحراف اور خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کے قانون سے بغاوت لازم آتی ہے، اس کے علاوہ بے شمار معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (جواہر الفتاویٰ، عنوان، ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت ۲۲۱/۱)

''اسلامی فقہ اکیڈمی'' ہندوستان کے جنرل سیکرٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ''ٹیسٹ ٹیوب سے تولید'' کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

''بنیادی طور پر ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ تولید کی دو شکلیں ہیں۔

اوّل یہ کہ اجنبی مرد وعورت کے مادہ منویہ اور بیضہ المنی کو باہم خلط کر کے تولید عمل میں آئے، چاہیے یہ دو اجنبی مادے کسی ٹیوب میں خلط کیے جائیں یا خود اس عورت کے رحم میں یا کسی اور عورت کے رحم میں یا خود اس مرد کی قانونی اور شرعی بیوی کے رحم میں یہ صورت بہرحال ناجائز ہوگی کہ اسکی وجہ سے نسب میں اختلاط ہوتا ہے اور زنا کی ممانعت کی اصلی وجہ یہی اختلاطِ نسب ہے'' (   )

الحاصل:۔

کہ مذکورہ سات صورتوں میں سے پہلی چار تو بالاتفاق حرام ہیں، ''مجمع الفقہ الاسلامی جدہ'' نے پانچویں صورت کو بھی حرام قرار دیا ہے جبکہ بعض فقہاء کرام کا رجحان اس کے جواز کی طرف ہے جس آئندہ کا سطور میں ذکر کیا جائے گا۔ بعض محاذیر و مفاسد شرعیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے آخری دو صورتوں (چھٹی اور ساتویں) کو بھی بعض فقہاء کرامؒ نے حرام قرار دیا ہے، گویا ان حضرات کے نزدیک ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی تمام صورتیں ناجائز ہیں اور ان کے ہاں ٹیسٹ ٹیوب سے تولید کا عمل مطلقاً حرام ہے۔ البتہ ان کی بیان کردہ وجوہِ حرمت کو سامنے رکھتے ہوئے ایک صورت جواز کی بنتی ہے اس کو بھی آئندہ صفحات میں بیان کیا جائے گا گویا وہ صورت باتفاق فقہاء کرام جائز ہوگا۔

فی الحال مذکورہ پہلی چار یا عند البعض پہلی پانچ صورتوں کے عدم جواز کے دلائل ذکر کیا جاتا ہے۔

تحفظِ نسب ونسل کے دو زریں اصول:۔

ا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! لا یحل لا مرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماء لا ذرع غیرہ'۔

(جامع ترمذی ۱۳۴/۱ مشکوٰۃ المصابیح ۲۹/۲)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو بھی شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے''۔ اس حدیث مبارک سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے اپنے محل (یعنی اپنی زوجہ)

کے علاوہ اپنا پانی اور اپنا مادہ منویہ پہنچانا جائز نہیں۔
اپنے پانی کو غیر کی کھیتی میں ڈالنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس سے اختلاط نسب ہوتا ہے۔ مقام غور ہے کہ جس شریعت میں عورت کے لئے اجنبی مرد کا جھوٹا پانی استعمال کرنا محض اس وجہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہو کہ پانی کے توسط سے مرد کا لعاب دھن عورت کے لعاب دھن سے مخلوط ہو جائیگا، وہ شریعتِ مادہ منویہ کے اختلاط کی اجازت کیسے دے سکتی ہے، اس بحث سے ثابت ہوا کہ ایسی کوئی بھی شکل شرعاً جائز نہیں ہوسکتی جس میں میاں بیوی کے علاوہ کسی اور مرد وعورت کے بیضہ یا مادہ منویہ کو یکجا کیا جائے یا کسی عورت کے رحم میں اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کا مادہ منویہ یا بیضہ کسی بھی طرح داخل کیا جائے۔

(جدید مسائل کا شرعی حل۔۲۱/۱)

چند فقہی تفریعات:

اختلاطِ نسب اور ایک شخص کا پانی دوسرے شخص کے پانی سے نہ ملے، شریعت نے اس کا بہت اہتمام کیا ہے۔ اس کی چند فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائیں۔
حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، یعنی بچے کی پیدائش سے اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے، وضع حمل سے پہلے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، عدم جواز کی وجہ یہی اختلاط ماء اور اختلاط نسب ہے۔ اسی طرح مطلقہ کے لئے یا وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے شریعت نے اس پر عدت واجب کی ہے اور وجوب عدت کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ پانی باہم نہ ملنے پائیں چنانچہ صاحب ھدایہ تحریر فرماتے ہیں۔
لان العدة وجبت للتعرف عن براء ة الرحم فی الفرقة الطا رئة علی النکاح . (الھدایہ ۴۲۸/۲)
کہ عدت کے وجوب کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے رحم کے (سابقہ شوہر کے نطفہ سے) خالی ہونے کا پتہ چل جائے۔
اس طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور وہ ہجرت کر کے دارالاسلام آجائے تو اس کا نکاح سابقہ شوہر سے ختم ہو جاتا ہے اور اس پر عدت واجب نہیں اور اس کے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کیساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔
و کذااذا خرجت الحر بیه الینا مسلمة فان تزوجت جاز الاان تکون حاملاً. (الھدایہ ۴۳۲/۲)
اگر کوئی کنواری عورت زنا سے حاملہ ہو جائے اور پھر اسی زانیہ عورت سے زانی کے علاوہ کوئی شخص نکاح کرے تو وضع حمل سے پہلے اس زانیہ سے وطی اور ہمبستری جائز نہیں۔

دوسرا زریں اصول:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ **والذین هم لفروبهه حفظون الاعلی ازواجهم اوما ملکت ایما نهم فانهم غیر**

ملو مین ، فمن ابتغیٰ ورا ذلك فاولئك هم العٰدون . (سوره المعارج ۳۱)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے، کہ ان کے پاس جانے سے ان پر کوئی ملامت نہیں، اور جو لوگ ان کے سوا اور راستوں کے خواستگار ہوں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں''۔

علامہ آلوسی فمن ابتغیٰ وراء ذلك " کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ ویدخل فیما" ورأذلك " الزنا واللواط ومواقعه البهائم وهذا مما لا خلاف فيه . (تفسير روح المعانی ۸ /۲۸۶، مطبع ، داراحياء التراث العربی).

بیوی اور لونڈی کے سوا استمتاع اور انسانی خواہش کو پورا کرنے کے جتنے بھی طریقے ہیں مثلاً زنا، لواطت جانوروں سے بدفعلی وغیرہ سب کے سب بالاتفاق ممنوع اور حرام ہیں مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول منقول ہے۔

قال ابن عباس! فكل فرج سوا هما فهو حرام .(المرجع السابق ۱۸ /۲۸۹)

''بیوی و باندی کے علاوہ تمام عورتوں کی شرمگاہ انسان کے لئے حرام ہے''۔

اسی آیت کریمہ کے تحت حضرت ابن سیرین اور حسن بن زیاد سے ایک اصول منقول ہے۔

واخرج ابن ابی شيبه عن ابن سيرين قال ! الفرج لا يعار واخرج ابن ابی شيبه عن الحسن! ان لا يعار الفرج . (الدر المنثور فی التفسير الماثورؒ للسيوطیؒ " (۵ /۹دارالكتب العلميه ، بيروت ، لبنان).

کسی عورت کی شرمگاہ کو عاریت کے لئے دینا اور لینا جائز نہیں۔

مذکورہ بالا نصوص سے معلوم ہوا کہ بیوی و باندی کے سوا کسی دوسری عورت سے استمتاع حاصل کرنا خواہ رضاء ورغبت سے ہو یا اجارہ پر کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (جواہر الفتاویٰ ۱/۲۰۷)۔

اختلاط نسب سے بچنے کے لئے یہ زریں اصول معلوم ہوا کہ بیوی اور باندی کے علاوہ کسی اور سے قضاء شہوت جائز نہیں، اس طرح کسی عورت کی فرج کو ''اجارہ'' یا ''اعارہ'' کے طور پر استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔

آخری دو صورتوں میں اختلاف:۔

بعض فقہاء کرام کے ہاں مذکورہ سات صورتوں میں سے کوئی بھی صورت جائز نہیں ہے۔ پہلے ان حضرات فقہاء کرام کی گرامی آراء و فتاویٰ کو مع الدلائل ذکر کیا جاتا ہے۔

''نظام الفتاویٰ'' میں ہے۔ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیو بند ''درج ذیل امور میں رہنمائی مطلوب ہے۔

(۱)(Test Tube Baby) ٹیسٹ ٹیوب بے بی کہ جس کی صورت یہ ہے کہ جن عورتوں کے بچے نہیں ہوتے تو ان کے شوہروں کا مادہ منویہ لیکر ان کے رحموں میں بذریعہ انجکشن پہنچایا جاتا ہے۔ جس سے وہ عورتیں حاملہ ہو جاتی ہیں، کیا اس سلسلہ میں سائنٹفک طریقہ اختیار کرنا درست ہوگا؟۔

(۲) (Surregate) ’’قائمقام ماں‘‘ جس کی صورت یہ ہے کہ مرد کا مادہ لے کر بجائے بیوی کہ کسی اجنبی عورت کو بطور اجیر حاصل کر کے رحم میں انجکشن سے پہنچایا جاتا ہے وہ عورت حاملہ ہو جاتی ہے۔اس صورت کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب:۔

ان دونوں سوالوں کے جواب میں مفتی دار العلوم دیوبند مفتی نظام الدین اعظمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) یہ طریقہ طبائع سلیمہ کے خلاف، مزاج شرع وشارع علیہ السلام کے خلاف، انتہائی بے شرمی پر مشتمل ہے اور ’’الحیاء شعبة من الایمان‘‘ کے بھی خلاف ہے، اس لئے اس کو اپنانا انتہائی بے حمیتی اور حدودِ شرع سے تجاوز اور بے شرمی ہوگی اور شرعاً اضطرار ہے نہیں اس لئے اجازت نہ ہوگی۔

(۲) وہ اجنبیہ عورت جس کے رحم میں انجکشن سے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا مادہ منویہ پہنچایا گیا ہو وہ عورت عقل سلیم کے نزدیک مزیفہ اور طوائف سے بھی زیادہ فاحشہ قرار پائے گی، اور اس کی شناعت عقل سلیم کے نزدیک زنا ولواطت سے بھی زیادہ قبیح و مذموم ہوگی اور صورت تو اضطرار کی ہے نہیں، اس لئے اس کی بھی اجازت ہرگز نہ ہوگی۔(نظام الفتاویٰ ۱/۳۲۷)۔

احسن الفتاویٰ میں ہے:۔

سوال: توالد وتناسل کے طریقِ جدید ’’ٹیسٹ ٹیوب بے بی‘‘ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا.

جواب:۔عورت کی شرمگاہ یا رحم میں کوئی ایسا مرض ہو جو جسمانی تکلیف واذیت میں مبتلاء ہو تو اس کا علاج طبیبہ سے کروانا جائز ہے مرد طبیب سے جائز نہیں، البتہ اگر مرض مہلک یا نا قابل برداشت ہو اور طبیبہ میسر نہ ہو تو مرد طبیب سے علاج کروانا جائز ہے۔
ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریق کار میں کسی ایسے مرض کا علاج نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے کسی جسمانی تکلیف میں ابتلاء ہو یہ دفع حضرتِ بدنیہ نہیں بلکہ جلب منفعت ہے، اس لئے یہ عمل لیڈی ڈاکٹر سے بھی کروانا جائز نہیں، مرد ڈاکٹر سے کروانا انتہائی بے دینی کے علاوہ ایسی بے غیرتی و بے شرمی بھی ہے جس کے تصور سے بھی انسانیت کوسوں دور بھاگتی ہے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو اولاد حاصل کی گئی وہ وبال ہی بنے گی۔(احسن الفتاویٰ ۸/۲۱۵)

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:۔

سوال: میں پچھلے ساڑھے تین سال سے شادی شدہ ہوں مگر اولاد سے محروم ہوں۔۔اب ڈاکٹر صاحب نے ایک مصنوعی طریقہ بتایا ہے۔۔۔وہ طریقہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرا مادہ منویہ جو کہ میں ہاتھ سے نکالوں گا میرے سامنے میری اہلیہ کی بچہ دانی میں کسی آلہ کے ذریعہ منتقل کریں گے، اس عمل سے امیدِ واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچہ ہو جائے گا، یہ بات قابل غور ہے کہ مادہ منویہ میرا ہی ہوگا، اس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہوگی۔جواب عنایت فرمائیں۔بینوا وتوجروا۔(از کینیڈا)

اس کے جواب میں مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ رقمطراز ہیں۔

جواب مشت زنی کی تو اجازت نہیں، بوقت صحبت عزل کا طریقہ اختیار کر کے منی محفوظ کی جاسکتی ہے، جو بچہ شوہر کے نطفہ سے پیدا ہوگا وہ ثابت النسب ہوگا، لیکن یہ طریقہ غیر فطری اور مکروہ ہے جبکہ خود شوہر یہ عمل کرے، ڈاکٹر سے ایسا عمل کرانا قطعی حرام ہے، ستر عورت فرض ہے، عورت کی شرمگاہ (جائے پیشاب) عورت وغلیظ ہے، شرمگاہ کے بالائی حصہ کو بلاوجہ شرعی دوسرے کے لئے دیکھنا جائز نہیں، تو اندرونی حصہ کو دیکھنا اور شرمگاہ کو چھونا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟۔

میاں بیوی سخت گناہ گار ہوں گے اور شوہر از روئے حدیث دیوث بنے گا اور جنت کو خوشبو سے محروم رہے گا، للہذا اس عمل سے قطعاً احتراز کیا جائے، اولاد کا شوق ہو تو دوسری شادی کر سکتے ہیں، جائز صورت ہوتے ہوئے ناجائز طریقہ چل پڑا تو آپ سخت گناہگار اور مبغوض ہوں گے۔

من سن سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيمه (مشكوة المصا بيح . كتاب العلم ص ۳۳ا) فتاوىٰ رحيميه ۱۰/۱۷۹)

قائلین عدم جواز کے دلائل کا خلاصہ:۔

مذکورہ بالا آرا آپ نے ملاحظہ فرمائیں اگر ان عبارات مذکورہ کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو فقہی اعتبار سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عدم جواز کے قائلین کے دلائل مندرجہ ذیل چار شرعی مفاسد نظر آتے ہیں۔

چار شرعی مقاصد:۔

(۱) عدم اضطرار وعدم حاجت وضرورت، یعنی اولاد کا حصول کوئی ضرورت وحاجت نہیں اور اس کے نہ ہونے سے حالتِ اضطرار پیدا نہیں ہوتی کہ جس کی وجہ سے کشف عورت، جلق اور عدم حفاظت نظر جیسے محاذیر شرعیہ کو گوارہ کیا جاسکے۔

(۲) اس میں کشفِ عورت غلیظ ہوتا ہے۔ اور بلاضرورت اس کا کشف یعنی کشفِ عورت جائز نہیں۔ کیونکہ ستر عورت فرض ہے۔

(۳) جلق کی ضرورت پیش آتی ہے، یعنی مرد کے مادہ منویہ کو حاصل کرنے کے لئے مرد کو جلق، مشت زنی یا استمناء بالید (Mastur bation) کی ضرورت پیش آتی ہے، جو کہ شرعاً ناجائز ہے اور بلاضرورت اس کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔

(۴) جلب منفعت ہے دفع مضرت نہیں، یعنی اولاد کا حصول جلبِ منفعت ہے دفع مضرت نہیں ہے اور جلب منفعت کے لئے کشف عورت اور جلق، جیسے ممنوع وحرام کام کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ان چار دلائل کے علاوہ ''بے شرمی'' بے حمیتی، بے غیرتی، اور مرد کے ''دیوث'' بننے کو بھی بطور استدلال کے پیش کیا جاسکتا ہے، اس طرح یہ بھی کہ یہ طریقہ خلاف فطرت سلیمہ ہے اور مزاج شریعت خلافِ فطرت کاموں سے منع کرتا ہے۔

مانعین کے دلائل کا تجزیہ:۔

جہاں تک پہلی دلیل کا تعلق ہے کہ اولاد کا حصول ضرورت میں داخل نہیں ہے۔اس لئے اس کی خاطر کشفِ عورت کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو آگے چلنے سے پہلے میرا خیال ہے کہ ضرورت وحاجت کی تعریف اوراس کے باہم فرق اوران سے متعلق حکم شرعی کوواضح کرلیا جائے۔

ماتدعوالحاجة اليه لرفع الضرر النازل باحدى الضروريات الخمس . والضروريات الخمس : حفظ النفس والدين والعقل والعرض والمال .(معجم اللغة الفقهاء ۲۸۴).

''یعنی ضرورت خمسہ میں سے کسی ایک ضرورت کولاحق ہونے والے نقصان وضرر کودور کرنے کی طرف داعی حاجت کا نام ضرورت ہے۔

اورضرورت خمسہ،نفس، دین،عقل،عزت اور مال کی حفاظت ہے۔

فقہاء کے ہاں احکام کے تین درجے ہیں،ضرورت، حاجت اور تحسین ضرورت وہ احکام ہیں، جوحفاظت دین،عقل،نفس، مال اورنسل کے تحفظ کے لئے بالکل ناگزیر ہوں۔حاجت وہ احکام ہیں جوناگزیرتونہ ہوں لیکن ان کی رعایت نہ کی جائے تو سخت مشقت کا سامنا ہواور تحسین وہ احکام ہیں جوان امور میں سہولیت کے لئے ہوں، اکثر علماء اصول نے اور متاخرین میں سے شاطبی نے ''الموافقات'' میں اس پر نہایت شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔(جدید فقہی مسائل ۳۸۰/۲)

حاجت کی تعریف کے سلسلہ میں ''ضرورت وحاجت کا احکام شرعیہ میں اعتبار'' کی یہ عبارت نہایت چشم کشا اور جامع ہے، چنانچہ مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں۔

''حاجت کی تعریف کی بابت عام طور پر فقہاء کے درمیان اتفاق رائے پایا جاتا ہے اوراسی نسبت سے ہمارے فاضل مقالہ نگار حضرات بھی اسی مسئلہ میں قریب قریب یک قلم اور یک زبان ہیں۔ابن ہمام، حموی، سیوطی اور مختلف اہل علم نے اس اصطلاح پر بحث کی ہے،لیکن اس اصطلاح کی کماحقہ وضاحت اورتشریح کے لئے ہم پھر ابواسحاق شاطبیؒ کا سہارا لیں گے،ان کا بیان ہے،

واماّ الحا جيات فمعنا ها انها مفتقرة اليها من حيث التوسعة ورفع الضيق المؤدى فى الغالب الى الحرج والمشقة اللا حقه بفوت المطلو ب اذلم تر ع دخل على المكلفين على الجملة الحرج والمشقة ولكنه لايبلغ مبلغ الفساد العادى المتوقع فى المصالح العامة .(الموافقات)

''حاجیات سے مراد یہ ہے کہ کشاکش اکثر اوقات حرج کا باعث بننے والی تنگی اور مقصود سے محرومی کی تکلیف سے نجات کے لئے اس کی حاجت محسوس کی جائے ،اگراس کی رعایت نہ کی جائے،تو مکلفین فی الجملہ حرج ومشقت سے دوچار ہوجائیں،لیکن یہ مشقت اس درجہ کی نہیں ہوتی ہے جوعام طور پر مصالح عالیہ میں پائے جاتے ہیں۔

شاطبیؒ نے اپنی اس تعریف میں نہ صرف حاجت کا مفہوم متعین کیا ہے بلکہ یہ وضاحت بھی کردی ہے کہ اس کے مواقع کیا ہیں یعنی حاجت کا دائرہ اثر عبادت سے بڑھ کر عادات ومعاملات یہاں تک کہ جنایات تک وسیع ہے،علامہ شاطبیؒ کی اسی تعریف کوالفاظ وتعبیر کے کسی

قدر فرق کے ساتھ شیخ ابوزھرہؒ نے اس طور پر کہا ہے کہ ضرورت کے مقابلہ میں اس کا تشخص بھی واضح ہو سکے، فرماتے ہیں۔

"ھو الذی لا یکون الحکم الشرعی فیه لحمایة اصل من اصول الخمسة بل بقصد دفع المشقه او الحرج اولا حتیاط لهذه الامور الخمسة"۔

اب حاجت کی اصطلاح کو ان الفاظ میں تعبیر کر سکتے ہیں کہ مقاصد پنچگانہ (حفظ دین، حفظ نسل، حفظ عقل اور حفظ مال) سے متعلق وہ احکام حاجت ہیں جن کا مقصد ان کے حصول میں حاصل مشقتوں کو دور کرنا یا ان مقاصد کے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ہے۔

(ضرورت وحاجت کا احکام شرعیہ میں اعتبار ۲۴)

ضرورت اور حاجت کے درمیان بنیادی طور پر یہی فرق ملحوظ ہے کہ جن احکام کے ذریعہ نظام حیات کو مختل ہونے سے محفوظ رکھا جاتا ہے وہ ضرورت ہے اور جو ضرورت کے درجہ کے احکام میں پیدا ہونے والی مشقت کے ازالہ یا احتیاطی پیش بندی کے طور پر دیئے گئے ہوں وہ حاجت ہیں ضرورت میں مشقت شدیدہ ہوتی ہے اور حاجت میں نسبتاً کم درجہ کی مشقت۔ (حوالہ بالا ۲۵)

الحاجة ماتکون حیاة الا نسان دونها عسرة شدیدة (معجم لغة الفقهاء ۱۷۱)

کہ جس کے بغیر انسان کی زندگی سخت مشکل ہو وہ حاجت ہے۔

ضرورت وحاجت کے احکام میں فرق:

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی رقمطراز ہیں۔ **وعند تحقق مثل هذه الضرورة یرخص للمبتلیٰ به فی ارتکاب محرمات منصوصه بقدر دفع الضرورة کالجائع المضطر یباح له اکل المیتة والخنزیر بقدر ما یدفع عنه الهلاک**. چند سطور کے بعد "حاجت" کے تحت لکھتے ہیں۔ **واما فی المسائل المنصوصة القطعیة التی لیست محل اجتهاد فالظاهر ان الحاجة لا تؤثر فیها الا اذا بلغت منزلة الضرورة لان الحاجة اذا کانت عامة فانها تنزل منزلة الضرورة.**

(اصول الا فتاء ٦٣)

الحاصل:۔

ضرورت وحاجت کے متعلق مندرجہ بالا عبارات کو سامنے رکھ کر ان دونوں کے درمیان فرق کو مندرجہ ذیل نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے۔

(۱) مقاصد خمسہ (حفظ دین، حفظ عقل، حفظ نسل، حفظ مال اور حفظ نفس) کی حفاظت وحمایت کے لئے ناگزیر احکام ضرورت ہیں۔ اور وہ احکام جن کا تعلق ان مقاصد خمسہ کے حصول میں حائل مشقتوں کو دور کرنا یا ان مقاصد کے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے سے ہے وہ حاجت ہیں" (۲) ضرورت کے احکام ناگزیر ہیں اور حاجت وہ احکام ہیں جو ناگزیر تو نہیں لیکن ان کی رعایت نہ کرنے سے

سخت مشقت اور عسر کا سامنا کرنا پڑے۔

(۳) ضرورت کی وجہ سے مسائل منصوصہ قطعیہ اور محرمات قطعیہ کے ارتکاب کی اجازت دی جاسکتی ہے لیکن حاجت کیوجہ سے نہیں، حاجت کیوجہ سے مسائل اجتھادیہ میں یعنی جن کی حرمت اجتھاد سے ثابت ہو اس کے ارتکاب کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

(۴) ضرورت کیوجہ سے حرام لعینہ کے ارتکاب کی گنجائش ہوتی ہے۔ حاجت کیوجہ سے نہیں، حاجت کیوجہ سے حرام لغیرہ کے ارتکاب کی گنجائش ہوتی ہے۔(اصول الفقہ لابی زھرہ ۴۰)

خلاصہ:۔

مذکورہ بالا بحث سے اتنی بات تو ثابت ہوجاتی ہے کہ اولاد کا حصول وتحفظ مقاصد شرعیہ خمسہ میں داخل ہے۔ اور مذکورہ بالا بحث سے یہ بات بھی الم نشرح ہوچکی ہے کہ مقاصد خمسہ (جن میں حفظ نسل بھی داخل ہے) کے حصول میں حائل مشقتوں کو دور کرنا اور مقاصد کے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا حاجت میں داخل ہے، اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوا کہ اولاد کو حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں حائل مشکلات کو دور کرنا بھی جائز ہے۔

بہر حال اس سے اتنی بات تو ثابت ہوجاتی ہے۔ کہ اولاد کا حصول وتحفظ حاجت میں داخل ہے۔

اس طرح اگر دوسرے نکتہ کے اعتبار سے دیکھیں تو بھی اولاد کا حصول ''حاجت'' میں داخل ہے کیونکہ اولاد کے نہ ہونے سے سخت تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

''مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ نے اس بحث اور اولاد نہ ہونے کی تکلیف کو بڑے عمدہ انداز میں بیان کرتے ہوئے بہترین طریقے سے انسانی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔

تحریر فرماتے ہیں۔

اوّل تو صاحب اولاد ہونے کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے، بسا اوقات یہ جذبہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ عفت وعصمت کے نقطہ نظر سے ضرورت کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ کچھ دور چل کر لکھتے ہیں،

دوسری وجہ شدید مجبوری کے بغیر بے ستری سے گریز ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک قوی وجہ ہے، جو اس کے منفی پہلو پر پیش کی جاسکتی ہے، مگر غور کیا جائے تو اوّل تو صاحب اولاد ہونے کا جذبہ ایک غیر معمولی جذبہ ہوتا ہے، بالخصوص عورت کے معاملہ میں ولادت سے محرومی اکثر اوقات عورت کو مختلف نسوانی، دماغی قلبی اور جسمانی امراض کا شکار بنا دیتی ہے، بسا اوقات یہ چیز زوجین کے درمیان سخت نفور اور کشیدگی کا باعث بن جاتی ہے، اور بعض اوقات عفت وعصمت پر بھی بن آتی ہے، اس لئے یہ فقہی اصطلاح کے مطابق ہر عورت کے لئے ممکن ہے نہ ہو لیکن بعض خواتین کے لئے حاجت کا درجہ اختیار کرلیتی ہے۔ جس کو بعض مواقع سے ''ضرورت'' ہی کے حکم میں رکھا جاتا ہے۔(جدید فقہی مسائل ۲/۳۸۱)

اس عبارت سے بھی ثابت ہوا کہ اولاد کا حصول ''حاجت'' کے درجہ میں ہے بلکہ بعض اوقات ضرورت کا درجہ بھی اختیار کر لیتا ہے۔

اس طرح جب ہم فقہاء کرام عبارات اولاد کے سلسلہ میں ملاحظہ کرتے ہیں تو اس سے بھی صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کا حصول انسان کی حاجتِ اصلیہ میں داخل ہے۔

ولان الحاجة الی الولد اصلية لان الانسان يحتاج الی ابقاء نسله كما انه يحتاج الی ابقاء نفسه .(العناية شرح الهداية (باب الا ستيلا د، كتاب العتاق ۴/۳۴۴ مكتبه حقانيه پشاور)

ان الحاجة الی الولد اصليه .(البحر الرائق (باب الا ستيلاد ، كتاب التحق ۴/۲۷۱ ، مطبع، مكتبه رشيد يه ، كوئٹه).

(لان الحاجة الی الولد اصليه) كحاجته الی الاكل ای وحاجته الی امه مساوية لحاجته الی الولد ولهذا جاز الاستيلا ده ، جارية ابنه بغير اذنه لحاجته الی وجود نسله كما جاز له اكل ماله للحاجة وحاجته الا صليه مقدمة علی الدين. (فتح القدير باب الا ستيلا د، كتاب العتاق ۴/۳۴۴ ، مطبع مكتبه حقانيه پشاور)

الحاصل:۔ کہ اولاد کا حصول انسان کی ضرورت ہے یا اس سے کم، حاجت ضرور ہے۔

اگر حصول اولاد کو ضرورت تسلیم کر لیا جائے تو پھر کشفِ عورت اور جلق دونوں کی اجازت ہوگی، کیونکہ ضرورت کیوقت حرام لعینہ کا ارتکاب بھی جائز ہو جاتا ہے، تو کشف عورت کو خواہ حرام لعینہ شمار کریں یا حرام لغیرہ، بہر دو صورت اس کے ارتکاب کی اجازت ہوگی۔

اور حصول اولاد کو ''حاجت'' شمار کریں تو بھی کشفِ عورت کی اجازت ہوگی کیونکہ کشفِ عورت حرام لغیرہ ہے، جس کو زنا کا ذریعہ بننے کیوجہ سے سداً للذریعہ حرام کیا گیا ہے۔

بہر حال ہماری گزارشات سے یہ ثابت ہوا کہ حصول اولاد کا ضرورت وحاجت نہ ہونے کا اشکال واعتراض درست نہیں، اور ضرورت یا حاجت نہ ہونے کی بنیاد پر کشفِ عورت کی اجازت نہ دینا بھی درست نہ ہوا۔

ایک اہم اصول:۔

اب فقہاء کرام کے وہ جزئیات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں ضرورت وحاجت کے علاوہ بھی کشفِ عورت کی اجازت ہے۔

اس سے قبل کشفِ عورت کے اشکال سے متعلق علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا ایک انتہائی معقول جواب ذکر کر دینے کو جی چاہتا ہے۔ جس سے مذکورہ مسئلہ میں ''کشفِ عورت'' کے بارے میں اشکال کے دفعیہ کیا ساتھ ساتھ وہ زریں اصول ہاتھ آ جاتا ہے، جس سے دیگر کئی اشکالات کے بادل خود بخود چھٹ جاتے ہیں۔

سوال:

ختنہ کے واسطے جو کہ سنت ہے، ستر عورت جو فرض ہے، ترک کرنا کیسا ہے؟ یعنی اگر کسی بالغ کا ختنہ نہ ہوا تو کیا بلوغ کے بعد ختنہ کے لئے ستر کھول سکتا ہے۔

اس کے جواب میں مفتی عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں یہ قاعدہ کلیہ تو نہیں ہے۔ مگر ختنہ کے متعلق فقہاء نے تصریح کی ہے کہ بالغ کا ختنہ کرنا اور بقدر ضرورت بدن کا دیکھنا چھونا جائز ہے۔۔۔ ختنہ صرف سنت ہی نہیں بلکہ شعائر اسلام سے بھی ہے۔

اس پر علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے تحریر فرمایا۔

الجواب صحيح ، وما تضمنه كلام السائل من ان الحرام لا يباح الا لا مرواجب غير مسلم فان الفطر في رمضان حرام ومع ذلک يباح لا مر جائر كسفر كذافي فتح الباري (۱/۱ ۲۹)

قلت والاصل فيه ما قاله فقهاء نافد يفتقر ضمنا مالا يفتقر قصداً (الا شباه ص ۹۶) (امداد الاحكام . ۴۲۹/۴)

ضابطہ یہ نکلا کہ بعض چیزوں کو قصداً اور بانفرادہ ذکر کرنا اور ان کا عقد کرنا تو درست نہیں ہوتا بلکہ عقد فاسد ہو جائے گا لیکن انہیں چیزوں کو تبعاً اور کسی اور جائز چیز کے تابع ہو کر گوارا کیا جاسکتا ہے۔

اصول کی مثالیں:۔

راقم عرض کرتا ہے کہ مطالعہ کے دوران بھی اس طرح کی متعدد مثالیں نظر سے گزرتی ہیں مثلاً (ا) اگر معتدہ الوفاۃ دو سال سے قبل بچہ جنے اور بعض ورثاء اس کی تصدیق کر دیں تو وہ مولود ان مصدقین کے ساتھ وراثت میں شریک ہو جائے گا اور مصدقین کے علاوہ دیگر ورثاء کے حق میں مولود کے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ مصدقین اہل شہادت میں سے ہوں، اور مصدقین کے اہل شہادت میں سے ہونے کی شرط کیوجہ سے بعض حضرات نے یہ بھی شرط لگادی کہ وہ لفظ ''شہادہ'' کو بھی ذکر کریں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ لفظ شہادت کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر مصدقین کے حق میں ثبوت نسب یہ تابع ہے مصدقین کے حق میں ثبوت نسب کے اور جو چیز تبعاً ثابت ہوتی ہے تو اس میں اصل کی اور قصداً ثابت ہونے والی چیز کی شرائط ملحوظ نہیں رکھی جاتیں، صاحب ہدایہ کی خوبصورت اور جچی تلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ولهذا قيل تشترط لفظة الشهادة وقيل لا تشترط لان الثبوت في حق غير هم تبع للثبوت في حقهم باقرار هم وما ثبت تبعاً لا يراعى فيه الشرائط . (الهداية ۴۳۷/۲)

(ب) حضرت امام مالکؒ کے ہاں شرکتِ مفاوضہ جائز نہیں اس کے عدم جواز کی عقلی وقیاسی وجہ بیان کرتے ہوئے صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں۔

وجہ القیاس انھا نضمنت الو کالہ بمجھول الجنس والکفالة بمجھول وکل ذلک بانفراده فاسد. (الھدایہ ۶۰۶/۲)

اس عقلی دلیل کا احناف کی طرف سے جواب دیتے ہوئے صاحب ھدایہ رقمطراز ہیں۔

والجھا لة متحملہ تبعاً کما فی المضاربة. (الھدایہ ۶۰۶/۲)

فتح القدیر میں مندرجہ بالا ضابطہ کے تحت تحریر ہے۔ والتصرف قد یصح تبعا ولا یصح مقصودا. (فتح القدیر ۳۸۱/۵)

صاحب کفایہ لکھتے ہیں۔ان مالا یثبت مقصوداً جازان یثبت تبعاً. (الکفایة ۳۸۲/۵)

علامہ محمود بن احمد رقمطراز ہیں۔

ان الجھا لة التی ذکرت فیہ تحملت تبعا لا قصداً، وکم من شیءٍ یثبت ضمنا ولا یثبت قصدابان الو کالة: لمجھولة الجنس لا یثبت قصداً ویثبت ضمنا بالا جماع. (البنایہ ۸۳۱/۶)

ان تمام عبارات کا حاصل یہ نکلا کہ بہت ساری چیزیں اور تصرفات قصداً تو ثابت نہیں ہوئے، تبعاً ثابت ہوجاتے ہیں۔یعنی اگر وہ تصرف قصداً اور انفراداً کیا جائے تو فاسد اور ناجائز ٹھہرے اور اگر کسی اور جائز عقد کے ضمن میں اور اس کے تابع ہوکر ہو تو جائز قرار پائے، بعینہ اس طرح اگر کشفِ عورت بلاوجہ شرعی قصداً اور انفراداً ہو تو ناجائز اور حرام ہوگا اور ستر عورت فرض ہوگا لیکن اگر کسی جائز مقصد کے لئے اس مقصد کے تابع ہوکر ضمناً کیا جائے تو جائز ہوگا، جائز مقصد خواہ ضرورت وفرض وواجب ہو خواہ سنت ومباح ہو جیسے علاج ومعالجہ کرنا کبھی فرض وواجب ہوتا ہے اور کبھی سنت ومباح۔فرض وواجب کے علاوہ بھی فقہاء کرام نے کشفِ عورت کی اجازت دی ہے، چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے۔

وقد روی عن ابی یوسف انہ اذا کان بہ ھذال فاحش وقیل لہ ان الحقنہ تز یل ما بک من الھذال فلا باس بان یبدئ ذلک الموضع للمحتقن وھذا صحیح فان الھزال الفاحش نوع مرض قد تکون آخرہ' الدق والسل .... وکذلک لواشتری جاریة علی انھا بکر فقبضھا وقال وجدتھا ثیبہ فان النساء ینظرن الیھا للحاجة الی فصل الخصومة بینھا. (المسبوط للسر خسی (کتاب الاستحسان، النظر الی الاجنبیات، ذارالفکر بیروت لبنان ۱۲۸/۵)

''حضرت امام ابویوسف سے روایت کیا گیا ہے کہ جس شخص کو بہت زیادہ کمزوری ہو اور اسے بتایا جائے کہ حقنہ سے تیری کمزوری جاتی رہے گی تو ایسے شخص کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ حقنہ کرنے والے کے لئے حقنہ کرنے کی جگہ (یعنی پائخانہ کی جگہ) کھول دے اور یہ رائے صحیح ہے، کیونکہ زیادہ کمزوری مرض وبیماری کی ایک قسم ہے، کبھی اس کا انجام دق (غالب دق کا بخار) اور سل (لاغری، سیل کی بیماری) پر ہوتی ہے،'' اسی طرح اگر باندی کو باکرہ ہونے کی شرط پر خریدا پھر قبضہ کرنے کے بعد کہا کہ میں نے باندی کو ثیبہ پایا ہے، تو

عورتیں اس کو حاجت کیوجہ سے دیکھ سکتی ہیں۔"

یہاں کمزوری بذات خود کوئی مرض نہیں ہے لیکن بیماری (دق وسِل) کا سبب وذریعہ بن سکتی ہے، اس کے لئے بھی "کشفِ عورت" کی اجازت دی گئی۔

اس طرح ختنہ کرنا مسنون ہے فرض وواجب نہیں ہے لیکن بعد البلوغ بھی ختنہ کرانے کے لئے کشفِ عورت کی اجازت دی گئی ہے۔

فلا باس بالنظر الی العورة لا جل الضرورة فمن ذلک ان الخاتن ینظر ذلک الموضع والخا فضة کذالک تنظر لان الختان سنة وهو من جملة الفطرة فی حق الرجال لا یمکن ترکه وهو مکرمة فی حق النساء ایضاً ومن ذلک عند الولادة المرأة تنظر الی موضع الفرج وغیره من المرأة لا نه لا بدمن قابله تقبل الولد وبدونها یخاف علی الولد وقد جوز رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شهادة القابلة علی الولادة فذالک دلیل علی انه یباح لها النظر، وکذلک ینظر الرجل الی موضع الا حتقان عند الحاجة، اما عند المرض فلان الضرورة قد تحققت والا حتقان من المداواة.

(المبسوط للا مام محمد السرخسی ۱۲۸/۵ مطبع دارالفکر بیروت لبنان)

اس عبارت میں بھی احتقان کو مداوات ومعالجہ میں شامل فرمایا ہے اور اس کے لئے کشفِ عورت کو جائز قرار دیا۔

حضرت امام شافعیؒ سے تو یہاں تک منقول ہے۔ وحکی عن الشافعیؒ تعالیٰ قال! اذا قیل له ان الحقنه تقویک علی المجامعة فلا باس بذلک ایضاً. (المسبوط ملامام محمد السر خسی ۱۲۸/۵)

"حضرت امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ جب مریض سے یہ کہا جائے کہ حقنہ سے تمہاری قوتِ مجامعت زیادہ ہو جائے گی تو اس حقنہ کرانے میں کوئی حرج نہیں"۔

قوت مجامعت میں زیادتی کوئی ضرورت نہیں لیکن ایک بہت بڑے امام اس کی اجازت دے رہے ہیں کہ اس کی وجہ بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ احتقان ایک طریقہ علاج ہے اور جب کسی بیماری کا علاج ہی حقنہ تجویز ہوا تو کشفِ عورت گو قصداً جائز نہ سہی لیکن تبعاً للمداواة جائز ہو جائے گا کما مر اور امام سرخسیؒ کی عبارت ابھی گذری ہے۔ "ان الا حتقان من المراواة" امام سرخسیؒ نے یہ کہہ کر حضرت امام شافعیؒ کے اس مذکورہ قول کو رد کیا۔

ولکن هذا ضعیف لان الضرورة لا تحقق بهذا وکشف العورة من غیر الضرورة لمعنی الشهوة لا یجوز.

(حواله بالا ۱۲۸/۵)

عورت کے ختنہ کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی تحریر فرماتے ہیں عورتوں کے لئے ختنہ "مباح" ہے، لیکن فقہاء اس کو بھی دائرہ ضرورت اور دائرہ عذر میں لے آئے ہیں اور اس کے لئے بے ستری کی اجازت دیتے ہیں، مشہور فقیہ علاء الدین سمرقندی

جن کی ''تحفۃ الفقہاء'' کوملک العلماء کاسانی نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''بدائع الصنائع'' کے لئے اصل زمین بنائی ہے، لکھتے ہیں''۔

ولا یباح النظر والمس الی ما بین السرة والرکبة الا فی حالة الضرورة بان کانت المرأة ختا نة تختن النساء . (تحفة الفقهاء نقلاً جدید فقهی مسائل ۳/۳۳۴)

''ناف وگھٹنوں کے درمیان حصہ کو دیکھنا اور چھونا جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ضرورت اس کی متقاضی ہو باین طور کہ دیکھنے والی عورت ختان ہو جو عورت کا ختنہ کرتی ہو۔''

موٹاپا نہ ضرورت ہے، نہ حاجت لیکن فقہاء نے یہاں بھی حقنہ کی اجازت دی ہے، صاحب خلاصہ کا بیان ہے، کہ

لا باس بالحقنة لا جل السمن هکذا روی من ابی یوسف .

(خلاصة الفتاویٰ نقلاً جدید فقهی مسائل ۴/۳۶۳)

موٹاپا کی خاطر حقنہ کرانے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح امام ابو یوسف سے مروی ہے۔

اور صاحب اولاد ہونے کا جذبہ تو ایک فطری جذبہ ہے، فقہاء تو عورت کے اس جذبہ کو بھی نا قابلِ اعتناء نہیں سمجھتے کہ وہ خود کو شوہر کے لئے پر کشش بنانے کی غرض سے موٹاپا بڑھانا چاہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ۔

والمرأة اذا کانت تسمن نفسها لا باس به . (فتاویٰ عالمگیری ۵/۳۵۶ نقلاعن جدید فقهی مسائل).

عورت اپنے کو مرد کے لئے موٹا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ٹیسٹ ٹیوب کی مدد لا ولد افراد کے لئے دراصل ایک ذریعہ علاج ہے ،اور اس میں شبہ نہیں کہ فقہاء نے انسانی مسائل کو تین خانوں ۔ضرورت، حاجت اور تحسین میں تقسیم کیا ہے، اور ممنوعات کو صرف اس وقت جائز رکھا ہے، جبکہ ضرورت وحاجت اس کی اجازت کا تقاضا کرے، لیکن فقہی جزئیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ علاج ومعالجہ کے باب میں فقہاء نے ایک گونہ زیادہ وسعت سے کام لیا ہے اور یسر وسہولت کو راہ دی ہے، مثلاً جیسا کہ مذکور ہوا، موٹاپا کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن عالمگیری میں ہے

وسئل ابو مطیع ان امرأة تاکل القبقبة واشباه ذلک تلتمس السمن قال لاباس به مالم تاکل فوق الشبع واذااکلت فوق الشبع لایحل لها . (حواله بالا)

ابو مطیع سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا گیا جو سیب اور اس طرح کی چیزیں موٹاپے کے لئے کھائے ،انہوں نے فرمایا کہ اس میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ آسودگی سے زیادہ نہ کھائے ،اگر آسودگی سے زیادہ کھائے تو یہ اس کے لئے حلال وجائز نہیں ۔اس بحث کو ذکر کرنے کے بعد بطور خلاصہ وحکم کے ذکر فرماتے ہیں۔

اس لئے اس بے مایہ کا خیال ہے کہ اولاد سے محروم شوہر وبیوی کے لئے اولاد کا حصول ایک فطری جذبہ اور طبعی داعیہ ہے، کہ اس کے لئے شوہر کی مرد طبیب اور عورت کی عورت طبیبہ کے سامنے بے ستری گوارا کی جاسکتی ہے۔ (جاری ہے)